سپریم کورٹ رپورٹس (1997) SUPP. 6 ایس سی آر

ریاست یو۔ پی۔

بنام

زکااللہ

12 دسمبر 1997

[ایم۔ کے۔ مکھرجی اور کے۔ ٹی۔ تھامس، جسٹسز]

بدعنوانی کی روک تھام کا قانون، 1947: حصہ 5(2)۔

رشوت دینے والے کی گواہی۔ رشوت دینے والے نے ملزم کے خلاف شکایت کی تھی۔ منعقد: اس کا ثبوت محض اس وجہ سے یکسر مسترد ہونے کا مطالبہ نہیں کرتا ہے کہ وہ ملزم کے طرز عمل سے ناراض ہے۔ تاہم، اس کے ثبوت کی زیادہ احتیاط کے ساتھ جانچ پڑتال کی ضرورت ہے۔ تعزیراتی ضابطہ، 1860، دفعہ 161، جال۔ فینولفتھلین جانچ کرنے کے لیے استعمال ہونے والا حل کیمیائی معائنہ کار کو نہیں بھیجا گیا۔ منعقد: ایسی کوئی قانونی شق نہیں ہے جس کے تحت اس طرح کے حل کو کیمیائی معائنہ کار کو بھیجنے کی ضرورت ہو۔ فینولفتھلین حل کا استعمال حکام کے اطمینان کے لیے کیا جاتا ہے کہ مشتبہ سرکاری ملازم نے واقعی رشوت کی رقم کو سنبھالا ہوگا۔ اس لیے کیمیائی معائنہ کار کو ایسا حل بھیجنے میں ناکامی بے معنی ہے۔

رشوت۔ ملزم کی سزا اس بنیاد پر پلٹ دی گئی کہ کسی نے ملزم کے مطالبے کو نہیں سنا یا یہ کہ رقم ملزم کی بائیں جیب میں پائی گئی تھی۔ منعقد: سزا کی اس طرح کی تبدیلی جائز نہیں ہے۔

مجموع ضابطہ فوجداری، 1973: دفعہ 100(4)۔

آزاد گواہ-معنی-منعقد: پولیس افسر کے ساتھ محض واقفیت گواہ کو غیر آزاد نہیں بنائے گی- ہر شہری کو اس وقت تک ایک آزاد شخص سمجھا جانا چاہیے جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ وہ کسی بھی مقصد کے لیے پولیس یا دیگر اہلکاروں کا منحصر تھا۔صرف اس وجہ سے کہ گواہ رشوت کے کسی دوسرے معاملے میں مستغیث تھا یا یہ کہ وہ دو دیگر مقدمات میں گواہ تھا حالانکہ ان معاملات میں ابھی تک جانچ نہیں کی گئی تھی، اسے غیر آزاد گواہ نہیں بنائے گی-اسی طرح، محض یہ حقیقت کہ گواہوں میں سے ایک اس گاڑی کا ڈرائیور تھا جس میں حکام نے چھاپہ مارا تھا جس کے نتیجے میں وہ آزاد گواہ کا درجہ نہیں کھوئے گا۔

فوجداری مقدمہ:

گواہ- پولیس اہلکار-رشوت-ڈی ایس پی کا ثبوت جس نے جال بچھایا-منعقد: تصدیق کے بغیر بھی کارروائی کی جا سکتی ہے-یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی مجرم افسر کے خلاف محض اس بنیاد پر کوئی دشمنی ہے کہ وہ جال کی کامیابی میں دلچسپی رکھتا ہے۔

مدعا علیہ سرکاری ملازم کو ٹرائل عدالت نے تعزیرات ہند، 1860 کی دفعہ 161 کے تحت اور بدعنوانی کی روک تھام کے قانون، 1947 کی دفعہ 5(2) کے تحت بھی مجرم قرار دیا تھا اور اسے ٹھوس جرمانے اور سزا کی قید کی سزا سنائی گئی تھی لیکن اسے عدالت عالیہ نے بری کر دیا تھا۔اس لیے یہ اپیل۔

استغاثہ کے مطابق ایک شخص ایک مخصوص زمین پر قابض تھا۔چونکہ یہ قبضہ غیر قانونی تھا، اس لیے اسے بے دخل کرنے کے لیے کارروائی جاری تھی۔ PW-5 نے مذکورہ شخص کا ٹائیٹ خریدا اور قبضے کو ریگولرائز کرنے کے لیے مدعا علیہ سے رجوع کیا جس کے لیے مدعا علیہ، جو کہ ایک سرکاری ملازم تھا، نے اطمینان کے طور پر ایک مخصوص رقم کا مطالبہ کیا۔تاہم، PW-5 نے رقم حوالے کرنے سے پہلے خفیہ طور پر اینٹی کرپشن بیورو کے اہلکاروں سے ملاقات کی اور انہوں نے ایک جال بچھا دیا۔ان کی اسکیم کے مطابق، کرنسی نوٹ مدعا علیہ کے حوالے کر دیے گئے لیکن رشوت لینے والے کو جلد ہی اینٹی کرپشن سکواڈ نے داغدار نقدی کے ساتھ پکڑ لیا۔کرنسی نوٹ جواب دہندگان سے ضبط کیے گئے تھے اور فینولفتھلین ٹیسٹ کرایا گیا جس کا نتیجہ مثبت آیا۔

درج ذیل وجوہات تھیں جنہیں عدالت عالیہ نے ٹرائل کورٹ کی جرم اور سزا میں مداخلت کے لیے پیش کیا تھا:(1) پی ڈبلیو- 5 کا مقصد مدعا علیہ کو غلط طریقے سے پھنسانا تھا۔(2) آزاد گواہوں کی پولیس افسران سے جانکاری تھی (3) آزاد گواہوں میں سے ایک رشوت کے دوسرے معاملے میں مستغیث تھا اور وہ دو دیگر مقدمات میں بھی گواہ تھا حالانکہ ان مقدمات میں اس سے ابھی پوچھ گچھ نہیں ہوئی تھی۔(4) پی ڈبلیو- 4 (اینٹی کرپشن بیورو کا ڈی ایس پی) جال کی کامیابی میں دلچسپی رکھتا تھا اور اس لیے اسے مدعا علیہ کے خلاف دشمنی تھی۔(5) مدعا علیہ کی طرف سے رشوت کے مطالبے کو کسی نے نہیں سنا۔(6) رقم مدعا علیہ کی دائیں جیب میں نہیں بلکہ صرف اس کی بائیں جیب میں پائی گئی۔

اپیل کی منظوری دیتے ہوئے عدالت نے

منعقد.1.1: شکایت کنندہ کے ثبوت کو محض اس بنیاد پر خارج کر دیا گیا کہ چونکہ اسے مدعا علیہ- مجرم سرکاری ملازم کے خلاف شکایت تھی اس لیے ہوسکتا ہے کہ اس نے مؤخر الذکر کو جھوٹا پھنسایا ہو۔اس طرح کی بنیاد اس نتیجے سے بھری ہوئی ہے کہ رشوت دینے والا کسی بھی بدعنوانی کے معاملے میں اس طرح کے بدنما داغ سے بچ نہیں سکتا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ مستغیث مدعا علیہ کے طرز عمل سے ناراض ہوا ہوگا۔یہ حقیقت کہ اس نے اینٹی کرپشن بیورو میں شکایت درج کرائی تھی، اس کی شکایت کی عکاسی کرتی ہے۔اس کے ثبوت میں اس طرح کی رکاوٹ کے لیے عدالت کو زیادہ احتیاط کے ساتھ اس کی جانچ پڑتال کرنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے، لیکن اس میں دہلیز پر اس کے ثبوت کو یکسر مسترد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔مستغیث کے ثبوت کو صرف اس بنیاد پر مسترد کرنا کہ وہ رشوت لینے والے کے خلاف ناراض تھا، صرف بدعنوان اہلکاروں کو قانونی نتائج سے محفوظ رکھنے میں مدد کرے گا۔

[461-سی-ای]

.1.2۔ صرف اس وجہ سے کہ گواہ رشوت کے کسی دوسرے معاملے میں مستغیث تھا یا یہ کہ وہ دو دیگر مقدمات میں گواہ تھا حالانکہ ان معاملات میں اس سے ابھی تک پوچھ گچھ نہیں کی گئی تھی، اسے غیر آزاد گواہ نہیں بنائے گا۔اسی طرح، محض یہ حقیقت کہ گواہوں میں سے ایک اس گاڑی کا ڈرائیور تھا جس میں حکام اس جگہ پر چھاپہ مارنے گئے تھے، اس کے نتیجے میں وہ "آزاد گواہ" کی حیثیت سے محروم نہیں ہوگا۔[462-بی-سی جے

2۔ پولیس کے چھاپے یا پولیس کی تلاشی سے متعلق معاملات میں " آزاد گواہ " کی ضرورت کو قانون میں شامل کیا گیا ہے نہ کہ اس مقصد کے لیے کہ مجرم شخص کو ان پنچ گواہوں کے شواہد کو نظرانداز کرنے میں مدد ملے جن کا پولیس یا کسی نہ کسی وقت تلاشی لینے والے افسران سے کوئی تعارف رہا ہو۔ پولیس کے ساتھ واقفیت خود ہی کسی شخص کے آزادانہ نقطہ نظر کو تباہ نہیں کرے گی۔ ایسے معاشرے میں جہاں پولیس کی شمولیت ایک باقاعدہ رجحان ہے، بہت سے لوگ پولیس سے واقف ہو جائیں گے۔ لیکن جب تک وہ اپنی زندگی یا آزادی یا کسی اور معاملے کے لیے پولیس پر انحصار نہیں کرتے، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ آزاد افراد نہیں ہیں۔ اگر پولیس نے سرکاری فرائض انجام دینے کے لیے کسی دوسرے شخص سے مدد مانگی ہے تو وہ پولیس کارروائی میں مدد دے کر اپنے آزاد کردار سے محروم نہیں ہوگا۔ پولیس کے شواہد کی تصدیق کے لیے آزاد گواہ کی ضرورت کو حقیقت پسندانہ زاویے سے دیکھا جانا چاہیے۔ بھارت کے ہر شہری کو ایک آزاد شخص سمجھا جانا چاہیے جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ وہ کسی بھی مقصد کے لیے پولیس یا دیگر اہلکاروں کا منحصر تھا۔ [D-F-462]

ہزاری لال بمقابلہ دہلی انتظامیہ، [1980] 2 ایس سی آر 1053، پر انحصار کیا۔

3۔ جال کا انتظام کرنے والے ڈی ایس پی کو مدعا علیہ کے خلاف کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ لیکن اپنے جال کو کامیاب بنانے کے لیے اس کی طرف سے دکھایا گیا جوش یہ سوچنے کی کوئی بنیاد نہیں ہے کہ اسے مجرم افسر کے خلاف کوئی دشمنی تھی۔ ایسے گواہ کے ثبوت پر کسی بھی تصدیق کی مدد کے بغیر کارروائی کی جا سکتی ہے۔ [A-B-463؛G-H-462]

پرکاش چند بنام ریاست (دہلی انتظامیہ) [1979] 2 ایس سی آر 330 اور ہزاری لال بنام دہلی انتظامیہ، [1980] 2 ایس سی آر 1053 پر انحصار کیا۔

4.1۔ ڈی ایس پی نے کرنسی نوٹوں پر فینولفتھلین پاؤڈر لگانے کے انتظامات کیے تا کہ خود کو مطمئن کیا جا سکے کہ سرکاری ملازم نے درحقیقت رشوت لی تھی نہ کہ کرنسی نوٹ صرف ایک ناپسندیدہ افسر کی جیب میں ڈالے گئے تھے۔ اس طرح کا امتحان اس کے مخلصانہ اطمینان کے لیے کیا جاتا ہے کہ وہ ایک حقیقی رشوت لینے والے کے خلاف کارروائی کر رہا تھا اور یہ کہ دیانت دار افسر کو غیر ضروری طور پر ہراساں نہیں کیا جاتا ہے۔

[463-اے-بی]

4.2۔ عدالت عالیہ کا یہ استدلال کہ جال کی وشوسنییتا متاثر ہوگئی تھی کیونکہ فیال میں جمع کردہ محلول کیمیائی معائنہ کار کو نہیں بھیجا گیا تھا، قبولیت کے لیے بہت کم عمر ہے۔مذکورہ حل ہمیشہ اس لیے استعمال نہیں کیا جاتا کہ قانونی شق کی طرف سے ایسی کوئی ہدایت ہے، بلکہ حکام کے اطمینان کے لیے کہ مشتبہ سرکاری ملازم نے واقعی رشوت کی رقم کو سنبھالا ہوگا۔[463-سی-ڈی]

5۔ یہ وجوہات کہ مدعاعلیہ کی طرف سے رشوت کے مطالبے کو کسی نے زیادہ نہیں سنا اور یہ کہ رقم دائیں جیب میں نہیں بلکہ صرف بائیں جیب میں پائی گئی، وہ ہلکی بنیاد ہیں، جن پر کبھی غور نہیں کیا جانا چاہیے تھا۔[463-ای-ایف]

فوجداری اپیلیٹ کا دائرہ اختیار :1994 کی فوجداری اپیل نمبر 724۔

1983 کے فوجداری اپیل نمبر 2127 میں الہ آباد عدالت عالیہ کے مورخہ 16.4.90 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے اے۔ایس۔ پنڈیر کے لیے پرشانت کمار۔

جواب دہندہ کے لیے محترمہ رچن گپتا۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا:

تھامس، جسٹس۔ یہ ایک سرکاری اپیل ہے جس میں ایک سرکاری ملازم کو رشوت کے الزام سے بری کرنے کا الزام لگایا گیا ہے۔مدعاعلیہ سرکاری ملازم کو ٹرائل عدالت نے مجموعہ تعزیرات ہند 161 اور بدعنوانی کی روک تھام کے قانون 1947 کی دفعہ 5(2) کے تحت مجرم قرار دیا تھا اور اسے قید اور جرمانے کی ٹھوس قید کی سزا سنائی گئی تھی لیکن اسے الہ آباد عدالت عالیہ کے واحد جج نے بری کر دیا جب اس نے جرم اور سزا کے خلاف اپیل کی۔

جواب دہندہ نینی تال ضلع کی ایک ذیلی تحصیل میں ریونیو انسپکٹر (واسل باکی نویس) کے طور پر کام کر رہا تھا۔اس کے خلاف مقدمے کی اصل بات یہ ہے کہ اس نے پی ڈبلیو 5 ستپال سنگھ سے سرکاری کام کرنے کے لیے 400 روپے رشوت لی تھی اور اسے رشوت کی رقم کے ساتھ اینٹی کرپشن حکام نے گرفتار کر لیا تھا۔حکومت سے منظوری حاصل کرنے کے بعد مدعا علیہ کا چالان کیا گیا۔اپنے دفاع میں، اس نے پورے واقعے سے اختلاف کیا اور دعوی کیا کہ یہ اس کے متدعویہ ایک من گھڑت مقدمہ ہے۔

کیس کے بارے میں مزید تفصیلات: نوبت نام کا ایک شخص ذیلی تحصیل کالاڈھنگی (نینی تال ضلع) میں واقع ایک مخصوص زمین پر قابض تھا۔چونکہ قبضہ غیر قانونی تھا اس لیے اسے بے دخل کرنے کے لیے کارروائی جاری ہے۔ پی ڈبلیو-5-ستپال سنگھ نے نوبت کا حق خرید لیا اور قبضے کو باقاعدہ بنانے کے لیے مدعا علیہ سے رابطہ کیا۔ابتدائی طور پر مدعا علیہ نے تسکین کے طور پر 500 روپے کی رقم کا مطالبہ کیا لیکن کچھ گڑبڑ کے بعد رقم 400 روپے پر طے کر لی گئی۔تاہم، پی ڈبلیو 5 ستپال سنگھ نے رقم حوالے کرنے سے پہلے خفیہ طور پر اینٹی کرپشن بیورو کے اہلکاروں سے ملاقات کی اور انہوں نے ایک جال بچھایا۔ان کی اسکیم کے مطابق، 400 روپے کے کرنسی نوٹ مدعا علیہ کو 23.5.1981 پر حوالے کیے گئے، لیکن رشوت لینے والے کو جلد ہی اینٹی کرپشن اسکواڈ نے داغدار نقد رقم کے ساتھ روک لیا۔اس کے پاس سے کرنسی کے نوٹ ضبط کیے گئے اور کیے گئے فینولفتھالین ٹیسٹ میں مثبت نتیجہ سامنے آیا۔

مستغیث کے ثبوت کے علاوہ، پی ڈبلیو- 5 (ستپال سنگھ) اور پی ڈبلیو-4-ہریندر سنگھ سروہی (اینٹی کرپشن بیورو، نینی تال کے ڈی ایس پی)، استغاثہ نے دو دیگر گواہوں سے پوچھ گچھ کی جو اس وقت موجود تھے جب مجرم افسر کو گرفتار کیا گیا تھا۔وہ ہیں پی ڈبلیو6-لوکیش پال سنگھ اور پی ڈبلیو7-کھیم سنگھ (جو اس گاڑی کا ڈرائیور تھا جس میں اینٹی کرپشن کے اہلکار سفر کر رہے تھے)۔مقدمے کی سماعت کرنے والے خصوصی جج نے مذکورہ بالا گواہوں کے شواہد کو قابل اعتماد پایا، لیکن عدالت عالیہ کے معروف واحد جج نے اس کے برعکس نظریہ اختیار کیا۔

درج ذیل وجوہات ہیں جن کی بنا پر واحد جج نے جرم اور سزا میں مداخلت کے لیے پیش قدمی کی:
(1) پی ڈبلیو- 5 (ستپال سنگھ) کا مدعا علیہ کو جھوٹا پھنسانے کا مقصد تھا کیونکہ نوبت کو غیر قانونی قبضے سے بے

دخل کرنے کے لیے کاغذات پہلے ہی بھیج دیے گئے ہیں۔(2) پی ڈبلیو 5-ستپال سنگھ کے ثبوت کی آزاد گواہوں نے تصدیق نہیں کی۔(3) ریکوری میمو کی تیاری کے حوالے سے پی ڈبلیو 4اور پی ڈبلیو 6 کے شواہد کے درمیان مادی تضاد ہے۔(4) جواب دہندہ کی داغدار انگلیوں کو دھونے کے بعد فیال میں جمع کیا گیا محلول (فینولفتھلین ٹیسٹ کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے) کیمیائی معائنہ کار کو نہیں بھیجا گیا تھا۔(5) مجرم افسر کے رشوت کے مطالبے کو کسی نے زیادہ نہیں سنا۔(6) یہ حقیقت کہ مدعاعلیہ کی بائیں جیب سے کرنسی نوٹ برآمد کیے گئے تھے، اس کہانی کو ناممکن قرار دیتی ہے کیونکہ یہ کہیں بھی تجویز نہیں کیا گیا تھا کہ مدعاعلیہ بائیں ہاتھ کا شخص تھا۔

شکایت کنندہ کے ثبوت کو محض اس بنیاد پر خارج کر دیا گیا کہ چونکہ اسے مجرم سرکاری ملازم کے خلاف شکایت تھی اس لیے ہوسکتا ہے کہ اس نے مؤخر الذکر کو جھوٹا پھنسایا ہو۔اس طرح کی بنیاد اس نتیجے سے بھری ہوئی ہے کہ رشوت دینے والا کسی بھی بدعنوانی کے معاملے میں اس طرح کے بدنما داغ سے بچ نہیں سکتا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ پی ڈبلیو 5 مدعاعلیہ کے طرز عمل سے ناراض ہوا ہوگا۔یہ حقیقت کہ اس نے اینٹی کرپشن بیورو میں شکایت درج کرائی تھی، اس کی شکایت کی عکاسی کرتی ہے۔اس کے ثبوت میں اس طرح کی رکاوٹ کے لیے عدالت کو زیادہ احتیاط کے ساتھ اس کی جانچ پڑتال کرنے کی ضرورت پڑسکتی ہے،لیکن اس میں دہلیز پر اس کے ثبوت کو یکسر مسترد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔مستغیث کے ثبوت کو صرف اس بنیاد پر مسترد کرنا کہ وہ رشوت لینے والے کے خلاف ناراض تھا،صرف بدعنوان اہلکاروں کو قانونی نتائج سے محفوظ رکھنے میں مدد کرے گا۔

تین دفاعی گواہوں (ڈی ڈبلیو 1 سے ڈی ڈبلیو3) کے شواہد نے مدعاعلیہ کو یہ بتانے میں مدد کی کہ غیر قانونی قبضے کا خاتمہ قریب تھا کیونکہ خود مدعاعلیہ نے نوبت کے قبضے کے سلسلے میں بے دخلی کی کارروائی کے لیے تحصیلدار کو تجویز بھیجی تھی۔یہ فرض کرتے ہوئے کہ ڈی ڈبلیو 1 سے ڈی ڈبلیو 3 کی طرف سے دیا گیا ورژن درست تھا،اس کے باوجود پی ڈبلیو 5 کے لیے قبضے کو باقاعدہ بنانے کے لیے مدعاعلیہ سے رابطہ کرنے پر کوئی پابندی نہیں تھی۔یہ پی ڈبلیو 5 کا بیان تھا کہ جب رقم ادا کی گئی تو جواب دہندہ خود قبضے کو باقاعدہ بنانے کے لیے ضروری درخواست تیار کرنے کے لیے تیار تھا۔رشوت کا مطالبہ کرنے کا موقع بے دخلی کی دھمکی سے بچنے کے لیے پی ڈبلیو 5 کی ضرورت تھی۔لہذا اس دلیل میں کوئی میرٹ نہیں ہے کہ پی ڈبلیو 5 نے شکایت صرف اس وجہ سے درج کی کہ پہلے بے دخلی کی کارروائی شروع کی گئی تھی۔

فاضل واحد جج نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ پی ڈبلیو 5 کے ثبوت کی آزاد تصدیق سے تائید نہیں ہوئی۔ اس طرح کے اختتام میں انہوں نے دو پنچ گواہوں (پی ڈبلیو 6 اور پی ڈبلیو 7) کو "پاکٹ گواہ" قرار دیا۔ پی ڈبلیو 7 کو پاکٹ وٹنس کے طور پر بیان کیا گیا ہے کیونکہ اس نے اینٹی کرپشن بیورو کے ڈی ایس پی کی گاڑی چلائی تھی اور پی ڈبلیو 6 کو اس لیے کہا گیا تھا کیونکہ وہ پولیس کی طرف سے چارج شیٹ کیے گئے ایک یا دو دیگر مقدمات میں گواہ کے طور پر پیش ہوا تھا۔ فاضل واحد جج نے پی ڈبلیو 6 کے بارے میں تبصرہ کیا کہ "اسے پولیس کے کہنے پر آسانی سے کسی بھی چیز کو بیان کرنے کی تربیت دی جا سکتی ہے"۔

یہ ثبوت ہے کہ پی ڈبلیو 6 سے مراد آباد کے ایک مقدمے میں گواہ کے طور پر پوچھ گچھ کی گئی تھی جس میں وہ خود ایک ڈاکٹر کے خلاف مستغیث تھا جس نے اس سے رشوت طلب کی تھی۔ اس نے یہ بھی اعتراف کیا کہ وہ دو دیگر مقدمات میں گواہ تھا حالانکہ ان مقدمات میں ابھی تک اس سے پوچھ گچھ نہیں کی گئی تھی۔ کیا اس طرح کے پس منظر اسے غیر آزاد گواہ بنا دیں گے؟ اسی طرح محض یہ حقیقت کہ پی ڈبلیو 7 اس گاڑی کا ڈرائیور تھا جس میں حکام اس جگہ پر گئے تھے، اس کے نتیجے میں اس کا "آزاد گواہ" کا درجہ ختم ہو گیا۔

پولیس کے چھاپے یا پولیس کی تلاشی سے متعلق معاملات میں "آزاد گواہ" کی ضرورت کو قانون میں شامل کیا گیا ہے نہ کہ اس مقصد کے لیے کہ مجرم شخص کو ان پنچ گواہوں کے شواہد کو نظرانداز کرنے میں مدد ملے جن کا پولیس یا کسی نہ کسی وقت تلاشی لینے والے افسران سے کوئی تعارف رہا ہو۔ پولیس کے ساتھ واقفیت خود ہی کسی شخص کے آزادانہ نقطہ نظر کو تباہ نہیں کرے گی۔ ایسے معاشرے میں جہاں پولیس کی شمولیت ایک باقاعدہ رجحان ہے، بہت سے لوگ پولیس سے واقف ہو جائیں گے۔ لیکن جب تک وہ اپنی زندگی یا آزادی یا کسی اور معاملے کے لیے پولیس پر انحصار نہیں کرتے، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ آزاد افراد نہیں ہیں۔ اگر پولیس نے سرکاری فرائض انجام دینے کے لیے کسی دوسرے شخص سے مدد مانگی ہے تو وہ پولیس کارروائی میں مدد دے کر اپنے آزاد کردار سے محروم نہیں ہو گا۔ پولیس کے شواہد کی تصدیق کے لیے آزاد گواہ کی ضرورت کو حقیقت پسندانہ زاویے سے دیکھا جانا چاہیے۔ بھارت کے ہر شہری کو ایک آزاد شخص سمجھا جانا چاہیے جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ وہ کسی بھی مقصد کے لیے پولیس یا دیگر اہلکاروں کا منحصر تھا۔ ہزاری لال بمقابلہ دہلی انتظامیہ، [1980] 2 ایس سی آر 1053۔

سب سے اہم ثبوت پی ڈبلیو- 4 کا ہے- ہریندر سنگھ سروہی، سپرنٹنڈنٹ آف پولیس جس نے جال کا انتظام کیا۔ہمیں اس حقیقت کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اسے مدعاعلیہ کے خلاف کوئی دلچسپی نہیں تھی۔لیکن اپنے جال کو کامیاب بنانے کے لیے اس کی طرف سے دکھایا گیا جوش یہ سوچنے کی کوئی بنیاد نہیں ہے کہ اسے مجرم افسر کے خلاف کوئی دشمنی تھی۔اس نے کرنسی نوٹوں پر فینولفتھلین کی طاقت کو داغدار کرنے کے انتظامات کیے تاکہ خود کو مطمئن کیا جاسکے کہ سرکاری ملازم نے درحقیقت رشوت لی تھی نہ کہ کرنسی نوٹ صرف ایک ناپسندیدہ افسر کی جیب میں ڈالے گئے تھے۔اس طرح کا امتحان اس کے مخلصانہ اطمینان کے لیے کیا جاتا ہے کہ وہ ایک حقیقی رشوت لینے والے کے خلاف کارروائی کر رہا تھا اور یہ کہ دیانت دار افسر کو غیر ضروری طور پر ہراساں نہیں کیا جاتا ہے۔

پی ڈبلیو 4 جیسے گواہ کے ثبوت پر کسی بھی تصدیق کی مدد کے بغیر بھی کارروائی کی جاسکتی ہے [پرکاش چند بنام ریاست (دہلی انتظامیہ)، [1979] 2 ایس سی آر 230 اور ہزاری لال بنام دہلی انتظامیہ، [1980] 2 ایس سی آر 1053۔

عدالت عالیہ کا یہ استدلال کہ جال کی وشوسنییتا خراب ہوگئی تھی کیونکہ فیال میں جمع کردہ محلول کیمیائی معائنہ کار کو نہیں بھیجا گیا تھا، قبولیت کے لیے بہت کم عمر ہے۔ہمیں ایسا کوئی معاملہ نہیں ملا ہے جس میں پولیس کی طرف سے کوئی جال بچھایا گیا ہو جس میں فینولفتھلین کا محلول کیمیائی معائنہ کار کو بھیجا گیا ہو۔ہم جانتے ہیں کہ مذکورہ حل ہمیشہ اس لیے استعمال نہیں کیا جاتا کہ قانونی شق کی طرف سے ایسی کوئی ہدایت ہے، بلکہ حکام کے اطمینان کے لیے کہ مشتبہ سرکاری ملازم واقعی رشوت کی رقم کو سنبھالتا۔ریکوری میمو کی تیاری کے حوالے سے شواہد میں کوئی مادی تضاد نہیں ہے اور تعلیم یافتہ واحد جج کی طرف سے مذکور معمولی تضاد قابل غور نہیں ہے۔

دو بقیہ وجوہات یعنی مدعاعلیہ کی طرف سے رشوت کے مطالبے کو کسی نے زیادہ نہیں سنا اور یہ کہ رقم دائیں جیب میں نہیں بلکہ صرف بائیں جیب میں پائی گئی تھی، وہ ہلکی بنیادیں ہیں جن پر کبھی غور نہیں کیا جانا چاہیے تھا۔یہ پریشان کن ہے کہ تعلیم یافتہ واحد جج نے پی ڈبلیو 5 کے ثبوت میں غلطی تلاش کرنے کے لیے اس طرح کی ناقابل قبول استدلال کو آگے بڑھانے کا انتخاب کیا ہے جس کی حمایت پی ڈبلیو 4 - ڈی ایس پی جیسے گواہوں نے کی تھی۔

ہمیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عدالت عالیہ نے اس طرح کے واضح طور پر غلط اور کمزور تحفظات کے ذریعے خود کو غلط سمت میں پیش کیا ہے اور اس کے نتیجے میں ملزم کو بلا روک ٹوک بری کر دیا گیا جس کے خلاف استغاثہ تعزیرات مجموعہ تعزیرات ہند 161 اور بدعنوانی کی روک تھام کے قانون 1947 کی دفعہ 5 (2) کے تحت بے بنیاد مقدمہ بنانے میں کامیاب رہا۔

لہذا ہم ریاست کی اپیل کی اجازت دیتے ہیں اور متنازعہ فیصلے کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور ٹرائل عدالت کی طرف سے منظور کردہ سزا کو بحال کرتے ہیں۔تاہم، وقت کے اس فاصلے کی وجہ سے- جرم کرنے کی تاریخ اور اب کے درمیان- ہم ایک سال سے زیادہ کی سخت قید اور جرمانے کی سزا دینے کے لیے مائل نہیں ہیں۔اس کے مطابق ہم مدعاعلیہ کو دو شماروں کے تحت ایک ایک سال کی سخت قید اور ادائیگی نہ کرنے پر ہر ایک پر 5000 روپے (کل دس ہزار روپے) کا جرمانہ عائد کرتے ہیں جس کی وجہ سے اسے مزید ایک سال کی قید کی سزا سنائی جائے گی۔اصل سزائیں بیک وقت چلیں گی۔اس طرح اپیل کی منظوری دی جاتی ہے۔

وی ایس ایس۔

اپیل کی منظوری دی گئی۔